Analysis on the Constitutional Amendment Act 2020 (proposed in Article 38)

By WIL Forum

دستور کے آرٹیکل 38 کی ترمیم کا تجزیہ

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور میں آرٹیکل 38 میں پیرا(ج) اور پیرا(د) حذف کر دیا جائے گا۔

بیان اغراض و مقاصد

پاکستان میں لاکھوں محنت کش کرونا وائرس کے بحران کی وجہ سے یا تو اپنی ملازمتوں سے محروم ہو چکے یا محروم ہونے والے ہیں۔ اور بیشتر کو اس بحران میں کمی کے حوالے سے کوئی بھی امداد حاصل نہ ہوئی۔ چونکہ فی الحال سماجی تحفظ بنیادی حقوق کے زمرے میں نہیں آتا تھا اور نتیجتاً محنت کش طبقے سے صرف چند منتخب افراد ہی سماجی تحفظ اور پیرانہ سالی کے فوائد فراہم کرنے والے اداروں کے پاس رجسٹرڈ ہوئے۔ اعداد و شمار کے مطابق صرف 71 لاکھ 20 ہزار محنت کش حکومت کے زیر انتظام سماجی تحفظ کے اداروں بشمول ملازمین کا پیرانہ سالی کے فوائد کا ادارہ (ای۔او۔بی۔آئی) اور ورکرز ویلفیئر فنڈ میں رجسٹرڈ ہوئے۔ لہذا محنت کشوں کی ایک بڑی تعداد رجسٹرڈ ہی نہیں تو پینشن سے بھی محروم رہتے ہیں۔ پاکستان بھر میں کارکنوں کو سماجی تحفظ بنانے کے لئے یہ وقت کا تقاضہ ہے کہ سماجی تحفظ اور زندگی کی بنیادی ضروریات کی فراہمی کو انسانی حقوق کے باب میں شامل کیا جائے۔

تبصرہ۔

زیر بحث بل آئین کے آرٹیکل 38 جو کہ پرنسپل پالیسی کے رولز پر مشتمل ہے۔ کو حذف کر کے بنیادی انسانی حقوق میں شامل کرنے سے متعلق ہے۔ جس کی مدد سے صحت، تعلیم، خوراک، لباس نیز رہائش وغیرہ کا فراہم کیا جانا

بنیادی حقوق میں شامل ہو جانے کی صورت میں ریاست پاکستان کے ہر شہری کو یہ استحقاق حاصل ہو جائے گا کہ اگر وہ ان بنیادی ضروریات سے محروم ہوں تو آئین میں دیئے گئے ان حقوق کو بذریعہ دعوی حاصل کر سکیں۔

اگرچہ یہ ریاست کی زمہ داری ہے کہ وہ تمام یہ جو کہ زندگی گزارنے کے لئے نیز بہتر معیاری زندگی گزارنے کے لئے ناگزیر ہیں عوام کو بہم پہنچائے۔ کیونکہ اب تک یہ تمام بنیادی حقوق جو کہ آئین کے آرٹیکل 38 پالیسی کے اصول میں تو شامل ہیں لیکن اسکی وجہ سے نہ تو ایک شہری اپنے ان حقوق کے تحفظ کے لئے حکومت کو چیلنج کر سکتا ہے اور نہ ہی حکومت کے لئے یہ کوئی لازمی امر تھا۔

1973 کے آئین کو وجود میں آئے اور آرٹیکل 38 کی موجودگی کو اتنا عرصہ گزر چکا ہے لیکن حکومتی اقدامات سست روی اور پاکستان کے تمام شہریوں کے ساتھ یکساں نہیں ہیں ملک میں بڑھتی ہوئی بے چینی خاص کر کرونا وائرس کے اثرات اور معاشی بگڑتی ہوئی صورتحال سے عوام خستہ حالی کا شکار ہیں۔ کافی عرصہ سے یہ بھی دیکھنے میں آرہا ہے کہ اس بگڑتی ہوئی صورتحال میں لوگوں کا رجحان خودکشی کی طرف بھی بڑھ چکا ہے۔ معاشی تنگی اور مساویانہ بنیادی حقوق کی تقسیم کی غیر موجودگی کے باعث نہ صرف ایک شخص اپنی جان لے لیتا ہے بلکہ پورے پورے خاندان کو موت کی نیند سلا دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ جرائم کی وارداتوں میں ہوشربا اضافہ بھی اسی بات کی عکاسی ہے کہ جب حکومت باالفاظ دیگر ریاست کی طرف سے ایسے اقدامات کر کے حقوق کو آئینی تحفظ نہ دیا جائے تو عام شہری اپنے حق کو چھیننے کے لئے چوری اور ڈکیتی کی وارداتیں کرتے ہیں۔

ایک اسلامی فلاحی ریاست پر نظر ڈالیں تو ہمیں ریاست مدینہ سے بھی یہ سبق ملتا ہے کہ لوگوں کے بنیادی حقوق فراہم کئے بغیر سزائوں کا اطلاق بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ ایک شخص اپنا پیٹ بھرنے کے لئے چوری کرنے پر مجبور کر دیا جائے تو ریاست کو قطعی حق حاصل نہیں ہے کہ وہ چور کے ہاتھ کاٹ ڈالے۔

اس میں کوتاہی چونکہ ریاست کی بھی طرف سے بھی ہوتی ہے۔ لہذا پہلے اس بات کی ضرورت ہے کہ ایسی تمام بنیادی ضروریات جو کہ انسانی بقاء کے لئے انتہائی اہم ہیں نیز ان بنیادی ضروریات کی عدم دستیابی کی صورت میں محرومی اور ناانصافی کے نتائج بھیانک ثابت ہو سکتے ہیں کہ جس سے شہریوں کا ریاست کے خلاف غم و غصہ بڑھنے کا بھی اندیشہ ہے۔

لہذا یہ بل ایک اچھی پیش رفت ثابت ہو سکتا ہے غرض کئی محرومیوں کا ازالہ بھی ممکن ہے۔

آرٹیکل 199 کے تحت اگرچہ ایک شہری اپنے حق کے حصول کے لئے عدالت انصاف میں جا کر اپنے حق کی بات کر سکتا ہے اس طرح اگرچہ

عوام الناس کو اپنا حق حاصل کرنے کا اس طرح بھی موقع ملے گا تو دوسری طرف جب ایک شہری عدالت انصاف میں جاتا ہے تو وہ خود بھی ثابت کرتا ہے کہ وہ حق حاصل کرنے کا اہل ہے یا اپنے حقوق حاصل نا کرنے کی صورت میں کس طرح محروم ہے تو اس طرح اہل شخص اپنا حق حاصل کر سکتا ہے۔